44997 ـ خاوند کی اجازت کے بغیر میکے والوں کا بیوی کو لے جانا

سوال

میرا ایك بھائی کئی برس سے شادی شدہ ہے اور اس کی اولاد بھی ہے، اس کا اپنی بیوی کے ساتھ اکثر اختلاف ہوتا رہتا ہے اور پھر وہ دونوں صلح بھی کر لیتے ہیں، لیکن اس آخری بار اس کی بیوی نے اپنی ساس اور سسر کو گالیاں دی اور پھر زبان درازی کرتے ہوئے خاوند پر ہاتھ بھی اٹھایا.
اور بعد میں اپنے میکے والوں کو اس جھگڑے کا بتایا تو وہ آ کر خاوند کی اجازت کے بغیر بیوی کے لےگئے، بیوی کے خاندان والوں میں فاسق و فاجر قسم کے افراد بھی ہیں اللہ جانتا ہے کہ ان میں بہت زیادہ بےدینی ہے.
ہم نے کئی بار انہیں نصیحت بھی کی لیکن اس کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوا، آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس سلسلہ میں کوئی مدد کریں، اور ہماری راہنمائی فرمائیں کہ اس معاملہ کو نپٹانے کے لیے ہمیں کس محکمہ یا عدالت میں جانا چاہیے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

خاوند کی اجازت کے بغیر بیوی کا گھر سے نکلنا حلال نہیں، بلکہ کچھ اہل علم تو اسے نشوز یعنی اس نافرمانی کے حکم میں شامل کرتے ہیں جس کا قرآن مجید میں بیان ہوا ہے اور اسے خاوند کی اطاعت سے نکل جانا شمار کرتے ہیں، لیکن اگر اس سلسلہ میں کوئی عذر ہو تو پھر نہیں، مثلا یہ کہ خاوند اپنی بیوی کو تکلیف و اذیت دیتا ہو جسے دور کرنا ممکن نہ ہو.

پھر یہ بھی ہے کہ بیوی کا اپنے خاوند کو اپنے بدن سے روك دینا ایسا عمل ہے جس کی بنا پر نان و نفقہ ساقط ہو جاتا ہے، کیونکہ فقہاء کرام نے اسے نشوز شمار کیا ہے.

دیکھیں: المغنی (8 / 182).

دوم:

آپ کے بھائی کو چاہیے کہ وہ حکمت و دانائی کے ساتھ اپنی بیوی کو اپنے گھر واپس لائے اور اسے وعظ و نصیحت کرتے ہوئے اللہ کا خوف دلائے، اور اسی طرح اپنے سسرال والوں کو بھی وعظ و نصیحت کرے، اور اگر وہ خود ایسا

نہیں کر سکتا تو پھر خاندان کے حل و عقد اور اہل علم افراد سے معاونت لے کہ وہ اس موضوع کو حل کرنے میں دخل دیں.

آپ کے بھائی کو اس سلسلہ میں جلدبازی نہیں کرنی چاہیے بلکہ وہ سوچ و بچار اور غور و فکر کے بعد ہی کوئی فیصلہ کرے، کیونکہ جلد بازی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے اور سوچ و بچار کے بعد ٹھنڈے دل سے فیصلہ کرنا اللہ کی جانب سے.

جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی فرمان ہے علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الاحاديث الصحيحة حديث نمبر (1795) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے.

اور ہو سکتا ہے آدمی جب غصہ کی حالت میں کوئی فیصلہ کر بیٹھے تو بعد میں اسے اپنے فیصلہ پر اس وقت نادم ہونا پڑے جب ندامت کو کوئی فائدہ نہ ہو.

آپ کے بھائی کو صبر و تحمل سے کام لینا چاہیے اور وہ کئی برس سے بیوی کے مابین جو اختلافات ہیں انہیں حل کرنے کی کوشش کرے، اور اسے چاہیے کہ وہ ماضی کو بھول کر اپنی بیوی کے ساتھ ایک نئی زندگی کا آغاز کرے.

سوم:

کوئی بھی انسان مکمل اور کامل نہیں کہ اس سے غلطی نہ ہوتی ہو، اس لیے ہم نیکیوں اور اچھائی کو قبول کریں اور غلطی اور برائی سے صرف نظر کرتے ہوئے چشم پوشی سے کام لیں، اور پوری حکمت و دانائی کے ساتھ اس کی اصلاح کرنے کی کوشش کریں اور اس میں عقلمندی اختیار کریں.

اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" کوئی مومن شخص کسی مومنہ عورت سے بغض نہیں رکھتا، اگر وہ اس کے کسی ایک اخلاق کو ناپسند کرتا ہے تو وہ اس کے دوسرے اخلاق سے راضی ہو جائیگا "

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" خاوند کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی سے ناراض نہ ہو، کیونکہ اگر اس کی کوئی عادت اور اخلاق اسے برا لگتا ہے تو اس میں ایسا اخلاق بھی پائیگا جو اسے اچھا لگےگا اور وہ اس سے راضی ہوگا، کہ ہو سکتا ہے بیوی بدزبان ہو لیکن دین والی ہو، یا پھر خوبصورت ہو یا عفت و عصمت کی مالک یا اس پر شفقت کرنے اور اس سے نرمی و رحمدلی برتنے والی ہو " اھ

لوگ ایسے ہی ہیں ان میں نیکیاں اور برائیاں دونوں پائی جاتی ہیں، لیکن عقلمند وہی شخص ہے جو نیکیوں اور برائیوں کا موزانہ کرے، ہمیں چاہیے کہ ہم نیکی قبول کریں اور برائی و غلطی سے تجاوز و درگزر کرتے ہوئے اس کی اصلاح کی کوشش کریں.

چہارم:

اگر خاوند مندرجہ بالا سارے امور پر عمل کرتا ہے لیکن پھر بھی بیوی کی حالت میں تبدیلی نہیں آئتی تو پھر اسے اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے شرعی عدالت سے رجوع کرنا چاہیے.

اللہ سبحانہ و تعالی سب مسلمانوں کے حالات کی اصلاح فرمائے.

واللہ اعلم.